تاتاریوں میں اشاعت اسلام

ابو الحسن علی ندوی

تاریخ کے طالب علموں کے لیے یہ مطالعے کا بہت دلچسپ اور اہم موضوع ہے کہ تاتاری' جنھوں نے مسلمانوں کے تمام علاقے تاخت و تاراج کر دیے تھے' کس طرح اسلام کی پرکشش تعلیمات کے اسیر ہو گئے۔ جدید دور کے تناظر میں' جبکہ مغرب کی فاتح اور غالب تہذیب امت مسلمہ سے نبرد آزما ہے' اس کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔ شاید ہم مغرب کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں زیر نہیں کر سکتے لیکن یقیناً ایسی حکمت عملی اختیار کر سکتے ہیں کہ دین اسلام کے لیے ان کے دلوں کو فتح کر لیں۔ ہم تاتاریوں کے قبول اسلام پر' تاریخ دعوت و عزیمت سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تحریر نقل کر رہے ہیں۔ یہ دراصل اس موضوع پر تحقیق کی دعوت ہے تاکہ اس تاریخ ساز عمل کے تمام پہلو اور گوشے سامنے آ سکیں۔ ایک مطالعے کے مطابق اس میں ان مسلمان بہنوں کا بھی اہم کردار ہے جو فتح کے بعد تاتاریوں کے گھرانوں میں پہنچیں۔ (مدیر)

قریب تھا کہ سارا عالم اسلام [تاتاریوں کے] اس سیلاب بلا میں بہ جائے اور اسلام کا نام و نشان بھی مٹ جائے کہ دفعتاً تاتاریوں میں اشاعت اسلام شروع ہو گئی اور جو کام مسلمانوں کی شمشیریں اور مسلمان بادشاہ نہ کر سکے' وہ اسلام کے داعیوں اور خدا کے مخلص بندوں نے انجام دیا اور خود اسلام نے اپنے خون آشام دشمنوں کے دل میں گھر کرنا شروع کر دیا۔

اس ناقابل تسخیر قوم کا اسلام سے مسخر اور مسلمانوں کے فاتح کا اسلام سے مفتوح ہو جانا' تاریخ کے عجیب ترین واقعات اور حقائق میں سے ہے۔ درحقیقت تاتاریوں کا ایک سال کے عرصے میں برق و باد کی طرح وسیع اسلامی دنیا پر چھا جانا اور عالم اسلام کو بزور شمشیر فتح کر لینا' اتنا عجیب واقعہ نہیں' اس لیے کہ ساتویں صدی کا عالم اسلام ان بیماریوں' کمزوریوں کا شکار تھا جو بالعموم تہذیب و تمدن کی انتہائی ترقی کے بعد قوموں میں پیدا ہو جایا کرتی ہیں اور ان کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہیں۔ اس کے بالمقابل تاتاری تازہ دم' جفاکش' بدوی زندگی کے عادی اور خون خوار و خون آشام تھے' لیکن عجیب واقعہ اور تاریخ کا معما یہ ہے کہ اپنے انتہائی عروج کے زمانے میں یہ نیم وحشی قوم اپنے مفتوح اور بے دست و پا مسلمانوں کے دین کی حلقہ

بگوش بن گئی، جو اپنی ہر قسم کی مادی اور سیاسی طاقت کھو چکا تھا اور جس کے پیروؤں کو تاتاری سخت ذلت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ پروفیسرٹی-ڈبلیو- آرنلڈ اپنی مشہور کتاب، دعوت اسلام (Preaching of Islam) میں استعجاب کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"لیکن اسلام اپنی گذشتہ شان و شوکت کے خاکستر سے پھر اٹھا، اور واعظین اسلام نے ان ہی وحشی مغلوں کو جنھوں نے----- مسلمانوں پر کوئی ظلم باقی نہ رکھا تھا، مسلمان کرلیا۔ یہ ایسا کام تھا جس میں مسلمانوں کو سخت مشکلات پیش آئیں کیونکہ دو مذہب اس کوشش میں تھے کہ مغلوں اور تاتاریوں کو اپنا معتقد بنائیں۔ وہ حالت بھی عجیب و غریب اور دنیا کا بے مثل واقعہ ہوگی، جس وقت بدھ مت، عیسائیت اور اسلام اس کوشش میں ہوں گے کہ ان وحشی اور ظالم مغلوں کو جنھوں نے ان تین بڑے مذہبوں کے معتقدوں کو پامال کیا تھا، اپنا مطیع بنائیں" (دعوت اسلام، ترجمہ مولوی عنایت اللہ، ص ۲۴۰-۲۴۱)۔

"اسلام کے لیے ایسے وقت میں بدھ مذہب اور عیسائی مذہب کا مقابلہ کرنا اور مغلوں کو ان دونوں مذہبوں سے بچا کر اپنا پیرو بنانا، ایسا کام تھا جس میں بظاہر کامیابی ناممکن معلوم ہوتی تھی۔ مغلوں کے طوفان ہلاکت سے مسلمانوں کے برابر کسی نے نقصان نہ اٹھایا تھا۔ وہ مشہور و معروف شہر جو ایک زمانے میں اسلامی علوم و فنون کا مرکز تھے اور جہاں ایشیا کے ارباب علم و فضل آباد تھے، اکثر جلا کر خاک کر دیے گئے تھے۔ مسلمانوں کے عالم اور فقیہ یا تو قتل کیے گئے، یا ان کو غلام بنایا گیا۔ خانان مغل جو اسلام کے سوا اور سب مذہبوں پر مہربان تھے، اسلام کے ساتھ شدید درجے کی نفرت اور عداوت رکھتے تھے۔ چنگیز خاں نے حکم دیا تھا کہ جو لوگ جانوروں کو شرع کے مطابق ذبح کریں، ان کو قتل کر دیا جائے۔ اسی حکم کو قوبلائی خان نے اپنے زمانے میں از سرنو جاری کیا اور اس کی پیروی کے لیے مخبر اور مخبروں کے لیے انعام مقرر کیے۔ اور اس طرح سات برس تک مسلمانوں کو سخت سے سخت آزار پہنچائے گئے۔ مفلسوں نے اس موقع پر دولت جمع کرلی اور غلاموں نے آزاد ہونے کے لیے آقاؤں پر ذبیحہ کا الزام لگایا۔ باوجود ان مشکلات کے مغلوں اور وحشی قوموں نے جو مغلوں کے بعد آئیں، انھی مسلمانوں کا مذہب قبول کیا، جن کو انھوں نے اپنے پیروں میں روندا تھا" (دعوت اسلام، ص ۲۴۵-۲۴۶)۔

یہ واقعہ جتنا عجیب اور عظیم الشان ہے، اتنا ہی یہ امر حیرت انگیز ہے کہ تاریخ میں اس کی تفصیلات بہت کم ملتی ہیں۔ جن لوگوں کے ہاتھوں یہ کارنامہ انجام پایا، ان کا تاریخ کے دفتر میں بہت کم سراغ ملتا ہے۔ وہ مخلصین جنھوں نے اس خون آشام تاتاری قوم کو اسلام کا حلقہ بگوش بنایا، ان میں سے بہت کم لوگوں کا نام

دنیا کو معلوم ہے مگر ان کا یہ کارنامہ کسی اسلامی کارنامے سے کم نہیں۔ ان کا یہ احسان نہ صرف مسلمانوں پر بلکہ پوری انسانیت پر قیامت تک رہے گا کہ انھوں نے دنیا کو وحشت و بربریت سے محفوظ کر کے ایک ایسی قوم کی تولیت میں دے دیا' جو خدائے واحد کی پرستار اور رحمتہ للعالمینؐ کے دین کی علم بردار تھی۔

چنگیز خان کے انتقال کے بعد' سلطنت اس کے چار بیٹوں کی چار شاخوں میں بٹ گئی تھی۔ ان چاروں شاخوں میں اسلام کی اشاعت شروع ہو گئی اور تاتاری خاقان اور ان کی دعوت و تبلیغ اور اثر سے تاتاری قوم مسلمان ہونا شروع ہو گئی' یہاں تک کہ ایک صدی کے اندر اندر تقریباً ساری تاتاری قوم مسلمان ہو گئی۔ پروفیسر آرنلڈ نے' دعوت اسلام میں' اس کے جستہ جستہ واقعات لکھے ہیں۔ چنگیز خان کے بڑے بیٹے' جوجی خان کی شاخ میں جو سلطنت کے مغربی حصے سیرادادرا پر حکمراں تھی' اشاعت اسلام کی تاریخ بیان کرتے ہوئے آرنلڈ لکھتا ہے:

"مغلوں کا پہلا بادشاہ جو مسلمان ہوا' وہ برکہ خان تھا' جو ۱۲۵۶ سے ۱۲۶۵ تک سیرادادرا کا خان رہا۔ اس بادشاہ کے مسلمان ہونے کی نسبت لکھا ہے کہ ایک دن وہ ایک کارواں میں پہنچا' جو بخارا سے آتا تھا۔ اس میں دو مسلمان تاجر تھے' جن کو برکہ خان الگ لے گیا اور اسلام کے متعلق کچھ سوالات ان سے کیے۔ مسلمانوں نے اپنے مذہب کے احکام و ارکان اس خوبی سے بیان کیے کہ سیرادادرا کے خان کو مسلمان ہونے کا شوق پیدا ہوا اور وہ اسلام لے آیا۔ برکہ خان نے اس کا حال اپنے چھوٹے بھائی سے بیان کیا اور اس کو بھی اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی۔ اس کے بعد اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد برکہ خان نے سلطان مصر' رکن الدین بیبرس سے مصالحت کر لی۔ اس مصالحت کا باعث خود سلطان مصر اس طرح ہوا کہ اس نے سیرادادرا کے دو سو مغلوں کی نہایت خاطر مدارات کی۔ ان مغلوں کا قصہ یہ ہے کہ جب خان سیرادادرا اور ہلاکو خان' فاتح بغداد میں عداوت زیادہ بڑھی' تو یہ دو سو مغل جو ہلاکو خان کی فوج میں بھرتی تھے' بھاگ کر شام کے ملک میں چلے آئے۔ اور یہاں سے وہ بڑے اعزاز کے ساتھ قاہرہ پہنچائے گئے' جہاں دربار مصر سے ان کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔ سلطان رکن الدین نے ان دو سو آدمیوں کے ساتھ اپنے چند سفیر اور برکہ خان کے نام ایک خط ان کی معرفت روانہ کیا۔ جب یہ لوگ سیرادادرا سے قاہرہ واپس آئے' تو سلطان کو خبر دی کہ برکہ خان کے امیروں کے ہاں اور ایک شہزادی کے ہاں ایک ایک امام اور موذن مقرر ہے اور بچوں کو مکتب میں قرآن پڑھایا جاتا ہے۔ سلطان سے انھوں نے یہ بھی کہا کہ جب ہم قاہرہ سے روانہ ہوئے تھے' تو راستے میں برکہ خان کے سفیر ملے' جو سلطان مصر کی خدمت میں یہ اطلاع پہنچانا چاہتے تھے کہ برکہ خان اور اس کی

رعایا مسلمان ہو گئی ہے۔ غرض جب سلطان رکن الدین اور برکہ خان میں رسم اتحاد پیدا ہوئی، تو سیرادادرا کے بہت سے مغل مصر میں آئے، جہاں ان کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب ہوئی" (مقریزی، ص ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۷، ۲۰۵، ۲۲۲)۔

تاتاری سلطنت اور خاندان چنگیز خان کی دوسری شاخ، دولت ا یلخانیہ میں، اشاعت اسلام کے متعلق آرنلڈ لکھتا ہے:

"ایران، جہاں ہلاکو خان دولت ا یلخانیہ کا بانی ہوا---- اسلام کی اشاعت رفتہ رفتہ ہوئی.... ہلاکو خان کا بیٹا تکودار جو اپنے بھائی باقا خان کا جانشین ہوا، دولت ا یلخانیہ کا پہلا بادشاہ تھا جس نے اسلام قبول کیا۔ ایک عہد نویس عیسائی مصنف نے لکھا ہے کہ تکودار کی تعلیم و تربیت عیسوی مذہب پر ہوئی تھی۔ بچپن میں اس کو اصطباغ [بپتسمہ] ملا تھا اور نکولس اس کا نام رکھا گیا تھا۔ تکودار جب بڑا ہوا تو اس نے مسلمانوں کے اثر صحبت سے جن کو وہ بہت عزیز رکھتا تھا، عیسائی مذہب چھوڑ کر اسلام اختیار کیا اور سلطان محمد (یا احمد) نام رکھا، اور جس قدر ہو سکا، اس بات کی کوشش کی کہ سب تاتاری اسلام قبول کرلیں۔ اس غرض کے لیے اس نے انعام و اکرام اور اختیار اور عزت لوگوں کو بخشی، یہاں تک کہ اس کے زمانے میں بہت سے تاتاری مسلمان ہو گئے۔ اس بادشاہ نے سلطان مصر کو اپنے مسلمان ہونے کی خبر ذیل کے مراسلے سے بھیجی:

"خدا کی قوت اور قاآن کے اقبال سے، سلطان احمد کا فرمان بادشاہ مصر کے نام۔ بعد تمہید کے واضح ہو کہ خدا نے اپنی عنایت اور ہدایت کی روشنی سے، آغاز نوجوانی کے زمانے میں، ہم کو اپنی الوہیت و وحدانیت کا اقرار کرنے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرنے اور اپنے دوستوں اور نیک بندوں کی نسبت خوش اعتقاد رہنے کی ہدایت دی تھی۔ وہ جس کسی کو ہدایت پر لانا چاہتا ہے، اس کے دل کو مذہب اسلام قبول کرنے کے لیے کھول دیتا ہے۔ ہم اس وقت سے آج تک، دین کا بول بالا کرنے اور مذہب اسلام اور مسلمانوں کے معاملات کی اصلاح کرنے پر مائل رہے، یہاں تک کہ والد بزرگوار اور برادر بزرگوار کی طرف سے حکمرانی کی نوبت ہم تک آ پہنچی۔ خدا نے اپنی مہربانی سے ہماری امیدوں کو پورا کیا اور حکومت و سلطنت ہم کو عنایت کی۔ پھر قربلتائی (کورلتائی) مبارک میں [جس سے وہ مجلس مراد ہے، جس میں تمام بھائی بند اور شہزادے اور بڑے بڑے امیر اور فوج کے سردار مشورہ کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں] سب نے مل کر یہ اقرار کیا کہ ہمارے برادر بزرگ کے حکم سے فوج کشی کو جاری کیا جائے اور ہماری فوجوں میں سے، جن کی کثرت سے زمین باوجود وسیع ہونے کے تنگ ہے، اور جن کی صولت اور ہیبت سے سب کے دل کانپتے اور تھراتے ہیں، ایک جم

غفیر کو اطراف میں روانہ کیا جائے اور یہ فوج کشی ایسے مضبوط ارادے کے ساتھ ہو، جس کے سامنے بلند پہاڑ جھک جائیں، اور سنگ خارا کی چٹانیں نرم پڑ جائیں۔ ہم نے اس مقصد پر غور کیا جس پر ان کے ارادے پختہ اور ان کی رائیں متفق تھیں اور ان سب کا خلاصہ جو معلوم ہوا، وہ اس عام نیکی کے خلاف تھا، جس کے جاری کرنے کا ہم ارادہ رکھتے تھے، جس سے مراد یہ ہے کہ شعار اسلام کو زندہ کیا جائے، جو احکام ہماری طرف سے جاری ہوں، ان سے خونریزی موقوف ہو، دنیا کی مصیبت کم ہو، اور دنیا کے اطراف میں امن و امان کی ہوا چلے۔ تمام شہروں کے حاکم ہماری شفقت اور مہربانی سے آرام پائیں، کیونکہ ہم خدا کی تعظیم کرتے ہیں اور خدا کی مخلوق پر مہربان ہیں۔ اس لیے خدا نے ہمارے دل میں الہام کیا کہ ہم مشتعل آگ کو بجھائیں اور فتنہ و فساد کو فرو کریں اور جن لوگوں نے یہ رائے دی ہے، ان کو اس تدبیر سے مطلع کریں، جس سے دنیا کی بیماریاں اور تکلیفوں کے دور ہونے کی امید ہے، اور جس کو سب سے پہلے عمل میں لانے کی، سب سے آخری علاج سے باز رہنے کی، خدا نے ہم کو ہدایت کی ہے۔ اس لیے ہم پیکانوں کو جنبش میں لانے اور کمانوں پر چلے چڑھانے میں جلدی نہیں کرتے ہیں اور جب تک حق بات ظاہر نہ ہو، حجت قوی نہ ہو، ہم اس امر کی اجازت نہیں دیتے۔ شیخ الاسلام قدوۃ العارفین کی نصیحت نے، جو امور مذہبی میں ہمارے سب سے بہتر مددگار ہیں، ہمارے اس ارادے کو جو فلاح و بہبود کی خواہشوں پر مبنی ہے اور اس رائے کو جس سے کامیابی کی امید ہے، پختہ اور مصمم کر دیا، چنانچہ ہم نے یہ فرمان جاری کیا، جو ماننے والوں کے لیے خدا کی رحمت اور نہ ماننے والوں کے لیے خدا کا عذاب ہے۔

ہم نے اس فرمان کے ماننے والوں کے لیے قاضی القضاۃ قطب الدین شیرازی اور اتابک بہاء الدین کو جو اس سلطنت کے عمائد ہیں، روانہ کیا ہے، تاکہ لوگوں کو ہمارے طریقے سے واقف کریں اور تمام مسلمانوں کے فائدے کے لیے جو بات ہمارے دل میں پوشیدہ ہے، سب اس سے آگاہ ہوں۔ نیز ان سب لوگوں کو اس بات سے مطلع کریں کہ خدا نے ہم کو بصیرت و ہدایت عطا کی ہے اور اسلام ان تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے، جو مسلمان ہونے سے پہلے وقوع میں آئے ہوں۔ اب تو خدا نے ہم کو ہدایت کی ہے کہ ہم حق اور اہل حق کی پیروی کریں...... پس اگر لوگوں کے دل ایسی دلیل کی جستجو میں ہیں جن سے وہ ہم پر بھروسہ کر سکیں، اور ایسی حجت طلب کرتے ہیں جس سے کامیابی کی امید کر سکیں تو وہ ہماری ان تمام فضیلتوں پر نظر ڈالیں، جو دنیا میں عام طور پر مشہور ہو چکی ہیں۔ کیونکہ ہم نے خدا کی عنایت سے دین کے نشانوں کو بلند کیا ہے اور ہر ایک حکم جاری کرنے میں اس امر کو پیش نظر رکھا ہے، اور شرع محمدیؐ کے قوانین کو بلحاظ ان کی عظمت اور بزرگی

کے عین مقتضائے انصاف پر جاری کیا ہے۔ ہم نے تمام رعیت کے دلوں کو خوش کیا ہے، اور جن سے پہلے کوئی برائی یا خطا سرزد ہوئی تھی، ان سب کو یہ کہہ کر معاف کر دیا ہے کہ خدا بھی تمھاری اگلی خطاؤں کو معاف کرے۔

ہم نے مسلمانوں کے اوقاف کی، جن میں مسجدیں، مقبرے اور مدرسے شامل ہیں، اصلاح کی ہے، اور تمام خیرات خانوں اور مہمان سراؤں کو جن کے نشانات مٹ گئے تھے، دوبارہ آباد کیا ہے اور اوقاف کی آمدنی کو ان کے قدیم دستور اور وقف کرنے والوں کی شرائط کے موافق حق داروں تک پہنچا دیا ہے۔ ہم نے حکم دیا ہے کہ ہمارے حکام حاجیوں کے معاملے کو مہتم بالشان سمجھیں، ان کے لیے سامان سفر مہیا کریں اور جن رستوں سے وہ سفر کرتے ہیں، ان کو آباد و بے خطر رکھیں، اور حاجیوں کے قافلوں کو باآرام تمام روانہ کریں۔ ہم نے تمام سوداگروں کو جو ملک میں آمدورفت رکھتے ہیں، پوری آزادی عطا کی ہے کہ وہ اپنے طریقے سے جس طرح چاہیں سفر کریں۔ فوج، قراغول اور شحنوں کو جو ملک کے اطراف میں مقرر ہیں، سخت ممانعت کی ہے کہ وہ سوداگروں کی آمدورفت میں کسی طرح کی مزاحمت کریں.... تاکہ شہر اور ملک آباد ہوں، فتنے اور فساد فرو ہوں نیز تلواریں میان میں رہیں، اور تمام باشندے آرام و آسایش سے زندگی بسر کریں اور مسلمانوں کی گردنیں ذلت و خواری کے طوق سے نکل جائیں" (وصاف، ص ۲۳۱، ۲۳۴)۔

تاریخ مغلیہ کے ناظرین کو ان صدہا مظالم اور متواتر کشت و خون کے ہنگاموں کو پڑھنے کے بعد جو مغل اور تاتاریوں نے برپا کیے، اس فرمان کے مطالعہ کرنے سے بہت راحت ہوئی ہوگی اور تعجب ہوا ہوگا کہ ایک مغل فرمانروا کی زبان سے بھی اس قدر فیاضی اور انسانی ہمدردی کے خیالات ادا ہوئے (دعوت اسلامی، ص ۲۴۸، ۲۵۱)۔

۱۲۸۴ میں تکودار احمد کے خلاف ایک بغاوت برپا ہوئی، جس کا سرغنہ ارغون خان تھا۔ اس نے تکودار کو قتل کیا اور خود مالک تخت و تاج بن گیا۔ ارغون کے عہد حکومت میں (۱۲۸۴-۱۲۹۱) جو چند سال تک جاری رہا، عیسائیوں پر پھر سلطنت کی طرف سے مہربانی ہوئی اور مسلمانوں کو سختیاں اٹھانی پڑیں، اور سرکاری عہدوں اور نوکریوں سے وہ برطرف کر دیے گئے (دے گبن، ج ۳، ص ۲۶۳)۔ ۱۲۹۵ تک تکودار کے جانشین اپنے قدیم مذہب شامان کے پیرو رہے، لیکن ۱۲۹۵ میں ان کا ساتواں بادشاہ غازان جو خاندان ایلخانیہ کا سب سے زیادہ بارعب اور پرسطوت بادشاہ ہوا، مسلمان ہو گیا اور اس نے اسلام کو ایران کا شاہی مذہب قرار دیا۔

مسلمان ہونے سے پہلے سلطان غازان کی تعلیم و تربیت بدھ مذہب پر ہوئی تھی اور خراسان میں اس بادشاہ نے بدھوں کے لیے مندر تعمیر کر دیے تھے۔ بدھ مذہب کے عالموں کی صحبت سے وہ بہت

خوش ہوتا تھا اور یہ لوگ جس وقت دولت مغلیہ کو عروج ہوا تھا' ایران میں کثرت سے چلے آئے تھے۔ سلطان غازان کو مختلف مذہبوں کی تحقیق و تفتیش کا بڑا شوق تھا اور ہر مذہب کے عالموں سے وہ مذہبی مباحثہ کرتا تھا۔ غازان کا وزیر اور اس کے عہد کا مورخ حکیم رشید الدین تھا' جس کا یہ خیال غالباً صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سلطان غازان سچی نیت اور عقیدہ سے مسلمان ہوا اور اپنے تمام زمانہ بادشاہی میں وہ اسلام کا نہایت پابند رہا" (دعوت اسلام' ص ۲۵۳)۔

مورخ ابن کثیر نے بھی غازان کے اسلام لانے کا ذکر ۶۹۴ھ کے واقعات میں بڑی مسرت کے ساتھ کیا ہے' اور ان کے اور دوسرے مورخین کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سہرا نیک دل مسلمان ترک امیر' توزون کے سر ہے' جن کی تلقین اور سعی سے تاتاری سلطان نے اسلام قبول کیا۔ ابن کثیر ۶۹۴ھ کے واقعات میں لکھتے ہیں:

"اس سال چنگیز خان کا پڑپوتا' قازان بن ارغون بن ابغابن تولی بن چنگیز خان' تاتاریوں کا بادشاہ ہوا' اور امیر توزون رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر علانیہ مشرف بہ سلام ہوا اور تاتاری کل یا بیشتر اسلام میں داخل ہو گئے۔ جس روز بادشاہ نے اسلام قبول کیا' اس روز سونا چاندی اور موتی لوگوں کے سروں پر نچھاور کیے گئے۔ اس نے اپنا نام محمود رکھا' جمعہ اور خطبہ میں شرکت کی' بہت سے مندر اور گرجے گرا دیے گئے' اور ان پر جزیہ مقرر کیا۔ بغداد اور دوسرے شہروں اور ملکوں کی غصب کی ہوئی چیزیں واپس کی گئیں' اور انصاف کیا گیا' لوگوں نے تاتاریوں کے ہاتھ میں تسبیحیں اور ہیاکل دیکھے' اور اللہ کے فضل و احسان کا شکر ادا کیا" (البدایہ والنہایہ' ج ۱۳' ص ۲۴۰)۔

آرنلڈ لکھتا ہے کہ ۱۳۰۴ میں غازان کا بھائی سلطان بن محمد خدا بندہ کے نام سے تخت ایران پر بیٹھا۔ اس سلطان کی ماں عیسائی تھی' بچپن میں اس کی تعلیم و تربیت بھی عیسوی طریقہ سے ہوئی تھی اور نکولس کے نام سے اس نے اصطباغ پایا تھا' لیکن ماں کے مرنے پر وہ اپنی بیوی کے کہنے سے مسلمان ہو گیا۔ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ نکولس خان یعنی سلطان خدابندہ کے مسلمان ہونے سے مغلوں میں بڑا اثر پیدا ہوا' غرض اس زمانے سے قلمرو ایلخانیہ میں اسلام سب مذہبوں پر غالب آگیا (دعوت اسلام' ص ۲۵۴)۔

اس خاندان کی تیسری شاخ میں' جو بلاد متوسطہ پر قابض تھی' اور جس کا بانی چغتائی بن چنگیز خان تھا' اشاعت اسلام کی کیفیت بیان کرتے ہوئے' آرنلڈ لکھتا ہے:

"بلاد متوسطہ میں جو چغتائی ابن چنگیز خاں اور اس کی اولاد کے حصے میں آئے تھے' دعوت اسلام کے حالات کا پتا کم چلتا ہے' اس سلسلے میں پہلا بادشاہ جس کو نور اسلام کی برکت ملی' وہ براق خان تھا جو چغتائی خان کا پڑپوتا تھا' اور جس نے تخت نشین ہونے کے دو برس کے بعد مسلمان ہو کر سلطان

غیاث الدین (۱۲۶۶-۱۲۷۰) اپنا نام رکھا۔ لیکن یہاں شروع زمانہ میں اسلام کی ترقی زیادہ عرصے تک جاری نہ رہ سکی، چونکہ براق خان کے مرنے کے بعد جو مغل مسلمان ہوئے تھے، انھوں نے پھر اپنا قدیم مذہب اختیار کیا اور چودھویں صدی عیسوی سے پہلے اس حالت کی اصلاح نہ ہو سکی۔ البتہ طرمشرین خاں جس نے ۱۳۲۲ سے ۱۳۳۰ تک حکومت کی، جس وقت مسلمان ہوا، تو چغتائیہ مغلوں نے بالعموم اسلام اختیار کر لیا، اور جب ایک دفعہ انھوں نے اپنے بادشاہ کی طرح اسلام قبول کر لیا، تو وہ مضبوط دل سے اس مذہب پر قائم رہے، لیکن اس سال میں بھی اسلام کا اور مذہبوں پر غالب آنا جو حریف مقابل تھے، یقینی امر نہ تھا، کیونکہ طرمشرین کے جانشینوں نے مسلمانوں کے اوپر ظلم و ستم کرنے شروع کر دیے، اور جب تک کاشغر کا بادشاہ جس کی ریاست چغتائیہ سلطنت کی تقسیم و ضعف سے خود مختار ہو گئی تھی، اسلام کی حمایت کو نہ اٹھا، اس وقت تک اسلام کی ترقی ممکن نہ ہوئی۔ سلطان کاشغر کے مسلمان ہونے کی نسبت جس کا نام، تغلق تیمور خاں (۱۳۴۷-۱۳۶۳) تھا، لکھا ہے کہ بخارا سے ایک بزرگ شیخ جمال الدین کاشغر میں آئے، اور انھوں نے تغلق تیمور کو مسلمان کیا۔ شیخ جمال الدین اور ان کے ساتھی سفر میں تھے کہ نادانستہ تغلق کی شکاری زمین پر سے ان کا گزر ہوا۔ بادشاہ نے اس قصور میں ان سب لوگوں کی مشکیں کسوا کر اپنے سامنے طلب کیا، اور نہایت غصے کی حالت میں ان سے پوچھا کہ تم لوگ کیوں ہماری زمین پر بے اجازت داخل ہوئے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ہم اس ملک میں اجنبی ہیں، اور ہم کو مطلق خبر نہ تھی کہ ہم ایسی زمین پر چل رہے ہیں، جس پر چلنے کی ممانعت ہے۔ بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ ایرانی ہیں، تو اس نے کہا کہ ایرانی سے تو کتا بہتر ہوتا ہے۔ شیخ نے کہا کہ سچ ہے، اگر دین برحق ہمارے پاس نہ ہوتا تو فی الحقیقت ہم کتے سے بھی بدتر تھے۔ یہ جواب سن کر تغلق تیمور حیران رہ گیا اور حکم دیا کہ جب ہم شکار سے واپس آئیں، تو یہ ایرانی ہمارے سامنے حاضر کیے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بادشاہ نے شیخ جمال الدین کو علیحدہ لے جا کر کہا کہ جو کچھ تم اس وقت کہتے تھے، اس کو اب سمجھاؤ، دین برحق سے تمھارا کیا مطلب ہے؟ یہ سن کر شیخ نے اسلام کے احکام اور ارکان کو ایسے جوش سے بیان کیا کہ تغلق تیمور کا دل جو پہلے پتھر تھا، اب موم کی طرح نرم ہو گیا۔ شیخ نے حالت کفر کا ایسا مہیب نقشہ کھینچا کہ بادشاہ کو اپنی غلطیوں سے اب تک بے بصیرت رہنے کا یقین ہو گیا، لیکن اس نے کہا: "اگر اس وقت میں اپنا مسلمان ہونا ظاہر کروں گا، تو پھر رعایا کو راہ راست پر نہ لا سکوں گا، اس لیے کچھ عرصے کے لیے تم سکوت کرو۔ جب میں اپنے باپ کے تخت اور ملک کا مالک بنوں، تو اس وقت تم میرے پاس آنا۔

چغتائیہ سلطنت اب حصہ ہو کر چھوٹی چھوٹی عملداریوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ برسوں کے بعد تغلق تیمور اس قابل ہوا کہ ان سب عمل داریوں کو شامل کر کے پھر قلمرو چغتائیہ کی مثل ایک سلطنت قائم کر دے۔ اس عرصے میں شیخ جمال الدین اپنے وطن کو چلے گئے اور یہاں سخت بیمار پڑے، جب موت کا وقت قریب آیا، تو اپنے بیٹے رشید الدین سے کہا کہ تغلق تیمور ایک دن بڑا بادشاہ ہو گا، تم اس وقت اس کے پاس جانا، اور میرا سلام پہنچا کر بے خوف و خطر بادشاہ کو یاد دلانا کہ اس نے مجھ سے کیا وعدہ کیا تھا۔ چند سال کے بعد تیمور تغلق نے باپ کا تخت حاصل کر لیا، تو ایک دن رشید الدین بادشاہ کے لشکر میں پہنچا کہ باپ کی وصیت کو پوری کرے لیکن باوجود کوشش کے اس کو خان کے دربار میں حضوری نہ ہوئی۔ آخر کار اس نے مجبور ہو کر یہ تدبیر کی کہ ایک دن علی الصباح تغلق کے خیمے کے قریب اذان کہنی شروع کی۔ تغلق کی جب نیند خراب ہوئی تو غصہ آیا، اس نے رشید الدین کو اپنے سامنے بلوایا، رشید الدین آیا اور اپنے باپ کا پیغام تغلق کو سنایا۔ تغلق کو پہلے ہی سے اپنے وعدہ کا خیال تھا، وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا۔ اس کے بعد اس نے اپنی رعایا میں اسلام کی اشاعت کی، اور اس کے زمانے میں ان تمام ملکوں کا مذہب اسلام ہو گیا، جو چغتائی ابن چنگیز خاں کی اولاد کے تسلط میں رہتے تھے" (دعوت اسلام ص ۲۵۶)۔

چنگیز خان کی چوتھی شاخ کے متعلق (جس کا بانی اوگتائی خاں تھا، اور جس میں منگو خاں اور قوبلائی خاں جیسے نامور فرمانروا گزرے ہیں، اور جو تاتاری سلطنت عظمیٰ کے مشرقی حصے پر قابض تھی)۔ آرنلڈ لکھتا ہے:

"تمام سلطنت مغلیہ میں ہر جگہ ایسے مسلمان موجود تھے، جو منکرین کو خفیہ طور پر مسلمان کر لیتے تھے۔ اوگتائی خاں (۱۲۲۹-۱۲۴۱) کے عہد میں حاکم ایران کو گزنامی کا حال لکھا ہے کہ وہ اول بدھ مذہب کا پیرو تھا، پھر اس نے یہ مذہب چھوڑ کر اسلام اختیار کیا۔ تیمور خاں کے زمانے میں (۱۲۲۹-۱۲۴۱) خان انندا نے جو قوبلائی خان کا پوتا تھا، اور چین میں صوبہ کانسوہ کا حاکم تھا، اسلام قبول کیا اور تانگوت میں اس نے بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا، بلکہ جو فوج اس کے تحت تھی، اس کے بھی اکثر لوگ مسلمان ہو گئے۔ تیمور خان نے انندا خاں کو اپنے دربار میں بلایا اور کوشش کی کہ انندا خاں اسلام چھوڑ کر بدھ مذہب قبول کرے، لیکن اس نے انکار کیا، اور قید میں بھیج دیا گیا۔ تھوڑے عرصے کے بعد انندا خاں قید سے رہا کر دیا گیا، کیونکہ تانگوت کی رعایا جس کو اپنے حاکم کے ساتھ بہت الفت تھی، بغاوت پر آمادہ ہو چلی تھی" (دہوسن، توم ۲، ص ۵۳۲-۵۳۳)۔

غرض اس طرح پوری تاتاری قوم جس نے پورے عالم اسلام کو پامال کر کے رکھ دیا تھا اور جس کے سامنے کوئی اسلامی طاقت ٹھہر نہیں سکتی تھی، چند برس کے عرصے میں اسلام کی حلقہ بگوش بن گئی اور اسلام

نے دوبارہ اس کا ثبوت دیا کہ اس کو اپنے دشمنوں کو تسخیر اور اپنے دام محبت میں اسیر کرنے کی عجیب و غریب قدرت حاصل ہے۔ تاتاری نہ صرف مسلمان ہوئے، بلکہ ان میں بڑے بڑے مجاہد، عالم، فقیہ اور بڑے بڑے باخدا درویش پیدا ہوئے اور انھوں نے بہت سے نازک موقعوں پر اسلام کی پاسبانی کا فرض بھی انجام دیا۔

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

غزالی ایجوکیشن ٹرسٹ

نجی تعلیمی اداروں کے روشن مستقبل کیلئے ہماری پیشکش

★ مینجمنٹ ورکشاپس برائے سربراہان ادارہ
★ ٹیچرز ٹریننگ ورکشاپ
★ اساتذہ کے لئے کمپیوٹر ایجوکیشن ڈپلومہ
★ ہم نصابی سرگرمیوں کے لئے مربوط و مؤثر پروگرام
★ معیاری نصاب اور نظام امتحانات میں راہنمائی

مگر! کیا آپ کا ادارہ غزالی ایجوکیشن ٹرسٹ سے الحاق شدہ ہے؟
غزالی ایجوکیشن ٹرسٹ سے الحاق کی کوئی فیس نہیں

غزالی سکول سسٹم GSS
غزالی ایجوکیشنل سروسز GES
غزالی انسٹیٹیوٹ آف کمپیوٹر سائنسز GICS
غزالی ٹیچرز ٹریننگ اکیڈمی GTTA

تفصیلات کے لئے
F-66 ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 5882939 فیکس: 5419504

اہم گزارش: ترجمان القرآن میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات میں کوئی نقصان ہو تو ترجمان القرآن کے نمایندے اس کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔ قارئین کو چاہیے کہ کوئی معاملہ کرنے سے پہلے تحقیقات کریں اور اپنی ذمہ داری پر معاملہ کریں۔ (مدیر انتظامی)